OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

ابوالحسن علی ندوی کی سیرت نگاری: "نبیِ رحمت" کا خصوصی مطالعہ
(*Sīrah* Writings of *Abū al-Ḥassan ʻAlī Nadvī:* A Study of "*Nabī-i-Rahmat*")

Abdul Qayyum
Assistant Professor, Govt. Graduate College, Chishtian, Bahawalnagar
Dr. Aqeel Ahmad Qureshi
Associate Professor, Govt. College of Science, Multan

Abstract

This article aims to highlight the exclusive characteristics of *Sīrah* writings of *Mowlānā Syed Abu al-Ḥassan ʻAlī Nadvī*, (1914-1999), an eminent Indian Islamic scholar, focusing his book "*Nabī-i-Rahmat*". It finds that *Nadvī* not only narrates the life aspects of the noble character of the Prophet (ﷺ) but also presented the logical and rational explanation of the sacred life. The book is adorned with all historical and scholarly themes relevant to the *Sīrah* of the Prophet. The study suggests that the book should be included in the curriculum of educational institutions, colleges, universities and madrassas, and short summaries and pamphlets should be prepared to acquaint students with the themes and message of the book.

Key Words: *Abu al-Ḥassan ʻAlī Nadvī*, Sīrah writing, *"Nabī-i-Rahmat"*

تمہید

مولانا ابولحسن علی ندوی(1914ء-1999ء) ایک ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے۔ داعی حق، مفکر اسلام، مورخ، سیرت نگار، صوفی، محقق، مصنف اور ان سب پر مستزاد باشعور مسلم اور مؤمن کامل تھے۔ آپ نے تقریباً ہر موضوع پر قلم اٹھایا، لیکن سیرت النبی ﷺ کے حوالہ سے آپ کی کتاب "نبی رحمت ﷺ" پیغام رسول ﷺ، حبِ رسول ﷺ، منصبِ رسول ﷺ، اخلاقِ رسول ﷺ اور دعوتِ رسول ﷺ جیسے موضوعات کا احاطہ کرتی ہے۔ اس کتاب میں سیرت

CC BY

النبی ﷺ کے متعلق رطب ویابس، غیر عقلی جذبات یا عقیدتوں کے بوجھ کو بیان کرنے کی بجائے شعوری، عقلی، تاریخی، دینی اور آفاقی جذبہ ایمان کے تحت آپ نے نہ صرف مواد جمع کیا، بلکہ اس کا تجزیہ، اس کی ادبی چاشنی، تاریخی ترتیب، واقعات نگاری کو اس انداز سے بیان کیا کہ قاری شنیدہ کو دیدہ محسوس کرتا ہے۔ اس مضمون میں مولانا کی سیرت نگاری کا احوال ان کی کتاب "نبیِ رحمت" کے حوالے سے پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب 694 صفحات پر مشتمل ہے، اور پاکستان میں "مجلس نشریاتِ اسلام، ناظم آباد کراچی" سے شائع ہوتی ہے۔ پہلی مرتبہ یہ کتاب اکتوبر 1976ء میں ہوئی۔ اصلاً کتاب عربی میں لکھی گئی۔ اس میں سیرت النبی ﷺ کا مواد مفصل و مبسوط طرز پر ہے۔ اپنی افادیتِ اسلوب کے اعتبار سے کتاب قدیم وجدید خصوصیات کی حامل ہے۔ اس کا اردو ترجمہ مصنف محترم کی زیر نگرانی "البعث الاسلامی" کے مدیر سید محمد الحسنی نے کیا۔ اس مضمون میں پہلے مولانا ندوی کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے، اس کے بعد "نبیِ رحمت کے حوالے سے آپ کے اسلوبِ سیرت نگاری کو اہم عنوانات کے تحت زیرِ بحث لایا گیا ہے اور آخر میں خلاصۂ بحث پیش کیا گیا ہے۔

مولانا ندوی: ایک تعارف

مولانا ابوالحسن علی ندوی کی ولادت رائے بریلی کے شمال مشرق میں تقریباً دو میل کے فاصلے پر چھوٹی سی آبادی تکیہ، یا دائرہ شاہ علم اللہ میں ہوئی۔ 1921ء میں خاندان سمیت لکھنؤ چلے گئے۔ وہاں 6 سال کی عمر میں تعلیم کا باقاعدہ آغاز کیا اور ابتدائی تعلیم لکھنؤ میں حاصل کی۔ ابتدائی عمر سے ہی مطالعہ کا شوق تھا۔ چھوٹی عمر میں بہت سی نصابی اور غیر نصابی کتابیں پڑھ ڈالیں۔ 1924ء میں باقاعدہ عربی تعلیم کا آغاز ہوا۔ اگست 1927ء میں چودہ برس کی عمر میں ابوالحسن علی ندوی نے لکھنؤ یونیورسٹی کے درجہ فاضل ادب میں داخلہ لیا۔ اور دسمبر 1929ء میں عربی زبان وادب کی سند حاصل کی۔ دسمبر 1932ء میں ابوالحسن علی ندوی نے مولانا احمد علی لاہوری کے مدرسہ قاسم العلوم، شیرانوالہ گیٹ، لاہور میں داخلہ لیا۔ مارچ 1933ء میں اس مدرسہ سے فراغت حاصل کی۔ یکم اگست 1934ء سے دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ میں تفسیر وادب کے استاد کی حیثیت سے عملی زندگی کا آغاز کیا۔ نومبر 1934ء میں حقیقی ماموں زاد بہن سے شادی ہوگئی۔ اس کے بعد مولانا نے دار العلوم ندوۃ العلماء کی خدمت میں اپنی زندگی صَرف کرنا شروع کردی۔ پہلے بحیثیت استاد کام کرتے رہے۔

آپ کا علمی تصنیفی کام نہایت وسیع اور وقیع ہے۔ آپ کی چند اہم کتابوں کے نام درج ذیل ہیں: ارکان اربعہ (نماز، روزہ، زکوۃ اور حج کی حقیقتوں اور حکمتوں پر روشنی ڈالی گئی ہے)، دستور حیات (اسلام کے بنیادی عقائد کی وضاحت)، نبی رحمت (سیرت النبی ﷺ پر مستقل کتاب)، سیرت رسول اکرم ﷺ (واقعاتِ سیرت پر مشتمل کتاب)، کاروان مدینہ (سیرت مبارکہ کے موضوع پر)، منصبِ نبوت اور اس کے عالی مقام حاملین (کتبِ سیرت کا دیباچہ کہا جاسکتا ہے)، قادیانیت مطالعہ وجائزہ، قصص النبیین، انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر، تاریخ دعوت وعزیمت (سات جلدوں میں)۔

مولانا علی میاں ایک نامور عالم دین، ایک بلند پایہ مصنف اور دانش ور، ایک صاحب طرز ادیب، ایک سحر انگیز خطیب اور ایک منفرد مؤرخ وسیرت نگار تھے۔ آپ نے اپنی تصنیفی زندگی کا آغاز اوائل عمر میں ہی کردیا تھا۔ آپ نے مختلف دینی وعلمی موضوعات اور عالم اسلام کے تہذیبی ومعاشرتی حالات پر جو مضامین، مقالات، تصنیفات اور تالیفات قلم بند کیں، ان کی تعداد

سینکڑوں میں ہے۔ مولانا محمد اسجد قاسمی ندوی لکھتے ہیں: ”حضرت مولانا (علی میاں) تین سو زائد کتابوں اور رسائل کے مصنف ہیں۔ عربی میں 177 تصانیف ہیں۔“[1]

کتاب کا پس منظر

"نبیِ رحمت" کے پس منظر کے حوالہ سے فاضل مصنف خود لکھتے ہیں: ”وہ پہلا مکتب اور مدرسہ جہاں سب سے پہلے مصنف کتاب کا داخلہ ہوا، وہ سیرت نبوی کا مدرسہ ہے۔ اس مبارک مدرسہ میں اس کا داخلہ اس ابتدائی عمر میں ہوا جس میں بچے عام طور پر مکتب اور مدرسہ میں داخل نہیں کیے جاتے۔ یہ اس کے گھرانے اور خاندانی ماحول اور فضا کا نتیجہ تھا جو وہاں قائم تھی۔ سیرت کو اس ثقافت اور کلچر کے ایک اہم اور بنیادی عنصر کی حیثیت حاصل تھی۔“ [2] گویا سیرت النبی ﷺ کا شعوری ادراک اور قلبی رجحان آپ کو گھٹی میں ملا تھا۔ اس کا بہترین اظہار آپ اپنی اسی کتاب ”نبی رحمت ﷺ“ میں کرتے ہیں۔

”نبی رحمت ﷺ“ کے اہم موضوعات

حقیقت یہ ہے کہ جس چیز کی نسبت حضور کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس سے ہو، وہ بے قیمت ہونے کے باوجود بیش بہا قیمتی بن جاتی ہے۔ اس تناظر میں اگر دیکھا جائے تو مولانا ندوی کی کتاب ”نبی رحمت ﷺ“ کا ہر موضوع سیرت نگاری کی معراج ہے۔ تاہم کتاب کے تعارف کرانے میں مضمون کی طوالت سے بچتے ہوئے ”نبی رحمت ﷺ“ کے مضامین وعناوین کی ایک جھلک درج ذیل ہے:

دنیا کے ملکوں اور قوموں پر ایک عمومی نظر، عالمگیر فساد، حضور ﷺ کی بعثت عرب میں کیوں ہوئی؟ نبی کی ضرورت، جزیرۃ العرب کا تعارف، عہدِ نبوی کے مذاہب، قبل از بعثت، خاندان ابراہیم، بنو ہاشم کا تعارف، خانہ کعبہ کی فضیلت وعظمت، عہد نبوی کی تجارت، ثقافت، تہذیب، تمدن، اخلاق، مذہبی حالت، ولادت باسعادت، پرورش، رضاعت، شباب، حلف الفضول، تجارت، نکاح، غار حرا، اولین مسلمان، کفار کی طرف سے ایذا رسانی، حضور ﷺ کا صبر، خفیہ دعوت، علانیہ نبوت، ہجرتِ حبشہ، شعب ابی طالب، سفر طائف، معراج، قبائل عرب کو دعوت، بیعت عقبہ اولیٰ، بیعت عقبہ ثانیہ، ہجرتِ مدینہ، یہود سے معاہدہ، قبائل مدینہ کا تعارف، مدینہ میں مساجد کی تعمیر، تحویل قبلہ، اجازتِ قتال، فرضیتِ صوم، بدر تا فتح مکہ تک کے واقعات، صلح حدیبیہ، دعوتی مکاتیب، عمرۃ القضا، غزوہ خیبر، حنین، طائف، غزوہ موتہ، تبوک، وفود، حجۃ الوداع، علالت، وفات، ازواج مطہرات، اخلاق وشمائل جیسے اہم ترین موضوعات کو بہترین پیرائے میں قلمبند کیا ہے۔

موضوعات کی یہ وسعت پیغامِ سیرت کا ایک ایک پہلو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ پوری کتاب اول تا آخر جذبہ دعوت کے تحت لکھی گئی۔ اصل میں یہ کتاب عربی زبان میں ”السیرۃ النبویۃ“ کے عنوان کے تحت تیار ہوئی تھی۔ بعد میں ”نبی رحمت ﷺ“ کے نام سے اس کا ترجمہ کیا گیا۔ ڈاکٹر توقیر عالم فلاحی لکھتے ہیں:

---

[1] محمد اسجد ندوی، ”حضرت مولانا ابو الحسن علی ندوی کی ادبی خدمات اور تصانیف۔“ سہ ماہی کاروان ادب، رابطہ ادب اسلامی (عالمی)، ندوۃ العلماء، لکھنؤ، 8، شمارہ:4 (اپریل 2001ء تا مارچ 2002ء):72۔

[2] سید ابو الحسن علی ندوی، نبی رحمت ﷺ، (لاہور: مکتبۃ الحسن، 2014ء)، 23۔

اس کتاب کا اردو زبان میں ترجمہ مولانا مرحوم کے برادر زادہ عزیز اور "البعث الاسلامی" کے مدیر سید محمد الحسنی نے پوری توجہ وانہماک کے ساتھ انجام دی۔ خاکسار کے نزدیک نبی رحمت کا وہ نسخہ ہے جس میں یکم دسمبر 1980ء میں مولانا مرحوم کے ہاتھوں سپرد قلم کیا گیا۔ دیباچہ طبع دوم مرقوم ہے۔ جو ذیلی موضوعات کتاب کے حصہ اول کی زینت بنتے ہیں، وہ حسب ذیل ہیں: پیش لفظ، عہدِ جاہلیت، محمد رسول اللہ ﷺ، جزیرۃ العرب میں کیوں مبعوث ہوئے، عرب کا تاریک ترین دور اور ایک مستقل نبی کی بعثت کی ضرورت، جزیرۃ العرب، بعثت سے پہلے، مکہ بعثت نبوی کے وقت، ولادت باسعادت سے آغاز نبوت تک، بعثت کے بعد، عہد بعثت کے یثرب پر ایک نظر، محمد عربی ﷺ مدینہ میں، بدر کی فیصلہ کن جنگ، غزوہ احد، غزوہ خندق یا غزوہ احزاب، غزوہ بنی قریظہ، صلح حدیبیہ، یہ مضامین 'نبیؐ رحمت' کے حصہ اول کے ہیں جو 293 صفحات پر مشتمل ہیں۔ 'نبیؐ رحمت' کا طبع دوم 1981ء میں مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ کے ذریعہ منظر عام پر آیا جو بشمول اشاریہ 295 صفحات پر مشتمل ہے۔ سلاطین وامراء کو دعوت اسلام، غزوہ نبوی (غزوہ خیبر، غزوہ موتہ، فتح مکہ، غزوہ حنین، غزوہ طائف، غزوہ تبوک) وفود کی آمد کا سلسلہ، حجۃ الوداع، وفات ازواج مطہرات واولاد اطہار، اخلاق وشمائل اور وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین جیسے ذیلی موضوعات حصہ دوم کے مشتملات ہیں۔ پہلے حصے میں جو مباحث ندوی صاحب نے قائم کیے ہیں، ان میں ایک اہم مبحث جزیرۃ العرب میں نبی عربی ﷺ کی بعثت کی وجہ ہے۔ [3]

عقل وجذبات میں توازن

"نبی رحمت ﷺ" اپنے مواد اور اسلوب کے لحاظ سے جو بلند تحقیقی مقام رکھتی ہے، اس کا مقدمہ بھی سیرت نگاری کے متعلق مصنف کے رجحانات، خیالات، جذبات کی عکاسی کرتا ہے۔ بنیادی طور پر تو یہ مقدمہ آپ کی کتاب "نبی رحمت ﷺ" کے لیے لکھا گیا، لیکن کتاب کے علاوہ اگر اس کا جائزہ لیا جائے تو بذاتِ خود یہ مقدمہ سیرت نگاری کی اہمیت، اس کے اصول اور پیغام سیرت کو دعوتی، انقلابی طرز سے پیش کرنے کے حوالہ سے ایک بنیادی دستاویز ہے۔ مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ سیرت نگار کے لیے عقل وجذبات میں توازن رکھنا بہت ضروری ہے۔ سید صاحب لکھتے ہیں:

> پھر اس میں عقل وجذبات دونوں کی بیک وقت اور شانہ بشانہ جلوہ گری اور کار فرمائی ہونی چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ عالمانہ بحث اور معروضی نقد وجائزہ جذبہ محبت اور ذوق وشوق کی کیفیت کو سرد وافسردہ کردے جو سیرت کے جمال جہاں آرا سے لطف اندوز ہونے اور اپنے دیدہ ودل کو اس سے روشن اور منور کرنے کی ایک ناگزیر ضرورت ہے اور اس سے صحیح وکامل استفادہ اور اس کے مسائل، احکام اور واقعات کو صحیح طور پر سمجھنے اور صحیح نتائج تک پہنچنے کی لازمی شرط ہے۔ اگر سیرت کی کوئی کتاب اس جذباتی اور ایمانی عنصر سے خالی ہے تو یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ چوبِ خشک کا مصنوعی ڈھانچہ ہے جس میں زندگی کی حرارت

[3] ڈاکٹر توقیر عالم فلاحی، "مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی 'نبی رحمت' ایک تجزیہ۔" مشمولہ در کتاب: ہندوستان میں اردو سیرت نگاری، ترتیب۔ عبد اللہ فہد وضیاء الدین فلاحی (لاہور: دار النوادر، 2019ء)، 190 – 191۔

اور نمی موجود نہیں۔ اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ یہ جذباتی وایمانی عنصر عقل سلیم کے تقاضوں پر غالب نہ آجائے جن کی اہمیت عصر حاضر نے خاص طور پر بڑھادی ہے۔ نہ وہ منطق کے صحیح معقول اور قابل فہم اصولوں کے منافی ہو، نہ عقیدہ اور تقلید پر مبنی ایسا خراج عقیدت اور خراج تحسین ہو جس کو صرف قوی الایمان پشتینی مسلمان اور وہ علماء راسخین قبول و تسلیم کر سکیں جن کی بیرونی دنیا اور جدید ثقافت سے کوئی رسم وراہ نہیں۔[4]

پوری کتاب میں حضور کریم ﷺ کی بعثت کا مقصد، دعوت کی وسعت، منصبِ نبوت کی نزاکت واہمیت، اپنے ہر مخاطب کی نفسیات کالحاظ اور دعوتی اقدار کی تفہیم، تشریح، توضیح، علمی، عقلی، اور تاریخی لحاظ سے اس طرح بیان کی گئی ہے کہ امت مسلمہ موجودہ دور میں جن داخلی اور خارجی مسائل ومشکلات کا شکار ہے، ان کے حل میں سیرت النبی ﷺ روشنی کا مینار معلوم ہوتی ہے۔ کتاب اپنے مواد، معیار اور نسبت کے اعتبار سے تو قابلِ رشک اور لائق تحسین ہے ہی، لیکن کتاب کی اشاعت ناشر کے لیے بھی لائقِ فخر ہے۔ اسی لیے جلد کے آخر میں بیرونی صفحہ پر مولانا ندوی لکھتے ہیں:

پیغمبر خدا، نبی رحمت محمد رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ وسیرت مبارکہ، جس کی ترتیب وتالیف میں قدیم وجدید معلومات وتحقیقات سے فائدہ اٹھانے کی امکانی کوشش کی گئی ہے۔ زمانہ بعثت کی تصویر، معاصر دنیا، جزیرۃ العرب اور حجاز کا اہم تمدنی، سیاسی وتاریخی پس منظر، واقعات وحالات، ہدایات وتعلیمات اور نتائج واثرات کی مستند روداد جو ہر دور میں افراد واقوام اور نوع انسانی کی ہدایت ورہنمائی کی طاقت وصلاحیت سے معمور ہے۔

سیرت نگار کے فرائض

فاضل مصنف سیرت نگار کے فرائض بھی بیان کرتے ہیں۔ اس میں حضور ﷺ کی دعوت کا ابلاغ، جغرافیہ سیرت کی معلومات، مذاہب اور تہذیبوں کے تقابلی مطالعات، موضوع کی مشکلات ونزاکتوں کالحاظ اور عہدِ نبوت کی سیاسی، معاشی، مذہبی اقدار کا استحضار ہر سیرت نگار کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان بنیادوں پر سیرت پر قلم اٹھائے۔ مفروضات قائم کرنے اور قیاسات سے کام لینے کی بجائے واقعاتِ سیرت کا مکمل احاطہ کیا جائے۔ اس کی تشریح اور ترجمانی اپنے زمانے کے لب ولہجہ کے مطابق کی جائے۔ دنیا کے بدلتے ہوئے حالات، لوگوں کی فہم ونفسیات، اغراض وخواہشات اور علمی نظریات کالحاظ کرتے ہوئے سیرت کے چشمہ ہائے حیات بخش سے سیر ابی کے لیے پیاسی انسانیت کو فیض یاب کیا جائے۔ جس طرح طبیبِ حاذق مریض کی حالت بدلنے سے غذا اور دوامیں تبدیلی کرتا ہے، لیکن بنیادی مقصد حصولِ صحت اور دفعِ مرض ہے، اسی طرح جدید دور کے حالات کے تناظر میں سیرت النبی ﷺ سے ہی رہنمائی حاصل کی جائے، لیکن اس کے لیے قلمی اسلوب، طرزِ استدلال، اور تجزیاتی مناہج کو جدید سے جدید انداز میں پیش کرنا ضروری ہے۔

---

[4] ندوی، نبی رحمت ﷺ، 25 – 26۔

محدثانہ اسلوب

سیرت نگاری دراصل علمِ حدیث کا ایک جز ہے۔ کوئی سیرت نگار کتبِ احادیث سے بے نیاز ہو کر سیرت نگاری کا عمل انصاف کے تقاضوں کے مطابق پورا نہیں کر سکتا۔ اس دور میں حدیث سے بے نیاز ہو کر سیرت نگاری کا یہ "شرف" صرف غلام احمد پرویز کو حاصل ہے کہ سیرت پر ان کی کتاب "معراج انسانیت" میں کسی بھی حدیث یا سیرت کی کتاب کا کوئی حوالہ نہیں۔ تاہم مولانا ندوی کی سیرت نگاری پر حدیث کا رنگ غالب ہے۔ کتاب کے اکثر صفحات پر واقعاتِ سیرت احادیث مبارکہ کی روشنی میں ہی بیان کیے گئے ہیں اور ان کتب احادیث کا باقاعدہ حوالہ موجود ہے۔ صحاح ستہ، مسند امام احمد، موطا امام مالک جیسی امہات الکتب کتاب کا ماخذ ہیں۔ لیکن مولانا کا احادیث نقل کرنے کا اسلوب ماہرانہ اور بلند پایہ محققانہ ہے۔

ادبی اسلوب

ادبی لطافت اور اسلوب بھی مولانا کی سیرت نگاری کا حصہ ہے۔ مؤثر جملے، سنہری الفاظ، مؤثر تراکیب، فصاحت وبلاغت پر مشتمل عبارت اور اس پر برموقع اور برمحل اشعار، محاورات کا حوالہ کسی بھی مضمون کی تمہید سے لے کر اس کے اختتام تک اردو ادب کے بہترین الفاظ مؤثر پیرائے، پرکشش عبارات، فقرات کی بناوٹ اور متعدد بہترین ادبی نثر نگاری کتاب کے ہر صفحہ پر نظر آتی ہے۔ مثلاً صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جب حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سفیر بنا کر کفار مکہ کے پاس بھیجا تو کفار مکہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو عمرہ کرنے کی اجازت دی، لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کمال حکمت اور دانائی سے اس پیشکش کو قبول نہیں کیا۔ اس پورے واقعے کو صفحہ 283 پر "عشق ووفا کا امتحان" کے عنوان سے بیان کرتے ہیں۔ پوری کتاب میں خشک قسم کے مباحث، غیر دلچسپ طرز کے جملے نظر نہیں آتے۔ نثر کے ساتھ ساتھ اشعار کے بروقت اور برمحل استعمال سے کتاب کے ادبی حسن کو مزید خوبصورت بناتے ہیں۔ صفحہ نمبر 319 پر غزوہ خیبر کے بیان میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ سے نکل کر مدینہ میں ذی الحجہ کا پورا مہینہ اور محرم کا کچھ حصہ قیام فرمایا اور اس کے بعد خیبر کی طرف رُخ کیا۔ عامر بن الاکوع رضی اللہ عنہ لشکر کے ساتھ تھے اور یہ رجزیہ اشعار پڑھتے جاتے تھے:

وَاللّٰہِ لَوْلَا اللّٰہُ مَا اھْتَدَیْنَا — وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا

"خدایا! اگر تو ہدایت نہ کرتا تو نہ ہم ہدایت پاتے، نہ خیرات دیتے، نہ روزہ رکھتے۔"

إِنَّا إِذَا قَوْمٌ بَغَوْا عَلَیْنَا — وَإِنْ أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَیْنَا[5]

"ہم وہ لوگ ہیں کہ جب کوئی قوم ہم پر یورش کرتی ہے اور آمادۂ فساد ہوتی ہے تو ہم اس سے صاف انکار کر دیتے ہیں۔"[6]

اس ادبی حسن وجمال سے پوری کتاب مملو ہے۔

[5] ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد الشیبانی (المتوفی: 241ھ)، مسند احمد (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 2001ء)، 24: 323، رقم الحدیث: 15556۔

[6] ندوی، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم، 319۔

عہدِ نبوی کی تہذیبی اقدار کا بیان

کسی بھی دور میں تہذیبی اقدار اس کا بہترین تعارف اور اصل چہرہ نمایاں کرتی ہیں۔ کوئی سیرت نگار بھی ایک معیاری سیرت نگاری کے لیے عہدِ نبوی کی تہذیبی اقدار سے نابلد اور لاتعلق نہیں ہو سکتا۔ مولانا ندوی کی سیرت نگاری عہدِ نبوی کی وسعت، عظمت، منصبِ نبوت کی نزاکت اور اہمیت اور اس ماحول کے مذہبی، تہذیبی ڈھانچے کو بھی پیش کرتی ہے تاکہ حضور کریم ﷺ کی سیرت کا مکمل خاکہ اپنی تمام شرائط اور لوازمات کے ساتھ قاری کے سامنے آجائے۔ اور مطالعہ سیرت خشک قسم کی مذہبی روایت ہی نہ رہے، بلکہ انسان سازی اور تہذیبِ نفس کا فریضہ بھی ادا ہو سکے۔ بعثتِ نبوی سے پہلے سیرت نگار نے جہاں عربوں کی اخلاقی، مذہبی، سیاسی حالت کا ذکر کیا، وہاں خونی، نسلی، قبائلی عصبیتوں کے ساتھ ساتھ ان کی صحت مند تہذیبی اقدار کو بھی بیان کیا ہے۔ مثلاً: عربوں کی بہادری، مہمان نوازی، تیر اندازی اور اپنے قول کی پاسداری جیسی مثبت اقدار بھی ان کے اندر موجود تھیں۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے صفحہ 55 پر ایک نہایت علمی اور منطقی عنوان قائم کرتے ہیں: ”جزیرۃ العرب میں حضور ﷺ کو کیوں مبعوث کیا گیا؟“ یعنی اللہ تعالیٰ کی مشیت و حکمت کا فیصلہ یہی ہوا کہ انسانیت کی ہدایت و نجات کا یہ آفتاب جس سے ساری کائنات میں روشنی پھیلی، جزیرۃ العرب کے افق سے طلوع ہو جو دنیا کا سب سے تاریک خطہ تھا۔ اس کو روشنی کی زیادہ ضرورت تھی۔ عربوں کے ذہن کے نقوش پیچیدہ، فلسفیانہ مباحث سے پاک تھے۔ بسیط جاہلیت میں مبتلا تھے۔ لیکن جہل مرکب میں گرفتار نہ تھے۔ چنانچہ اس طرح کے عنوانات اور عہدِ نبوی کی تہذیبی اقدار کے ساتھ جب مصنف واقعاتِ سیرت کو مربوط کرتا ہے تو سیرت النبی ﷺ اپنی پوری وضاحت و صراحت کے ساتھ ایک باذوق قاری کے سامنے منکشف ہو جاتی ہے۔ کتاب کا یہ علمی اور تاریخی مقام اردو سیرت نگاری میں ایک بہترین مثال کا درجہ رکھتا ہے۔

تجدد و استشراقی اثرات سے پاک

مولانا ندوی کی سیرت نگاری تجدد اور استشراق کے اثرات سے پاک اور منزہ ہے۔ مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ مصنف کو ایسی کتاب لکھنے کا شدید احساس تھا جو ایک طرف عصری اور علمی اسلوب میں لکھی گئی ہو اور اس میں قدیم وجدید دونوں قسم کے مآخذ سے پورا استفادہ کیا گیا ہو، دوسری طرف سیرت کے اولین اور اصل (Original) مآخذ پر اس کی بنیاد ہو، اور قرآن وحدیث سے اس میں سرمو انحراف نہ کیا گیا ہو۔ وہ موسوعی (Encyclopedic) طرز پر نہ لکھی گئی ہو جس میں سارے معلومات بغیر کسی نقد و تمحیص کے بھر دیے جاتے ہیں اور ہر طرح کا ضروری وغیر ضروری مواد پیش کر دینا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ یہ وہ طرز تصنیف اور اسلوبِ تحریر ہے جس کے دور آخر کے اکثر مصنفین اور بعض متقدمین بھی عادی رہے ہیں۔ یہ طرز بہت سے ایسے غیر ضروری اشکالات و سوالات پیدا کرتا ہے جن سے سیرت نبوی بری و بے داغ ہے اور جس میں بادیہ پیمائی اور آشفتہ سری کی مسلمانوں کو کوئی ضرورت نہیں۔ اس لیے کہ تحقیق و تنقیح کا قلم (تجدد پسندانہ رجحانات اور مستشرقین کی تشکیک کا کوئی اثر قبول کیے بغیر) اپنا کام کر چکا ہے۔[7]

فی زمانہ تجدد اور استشراقی اسالیب اور شکوک وشبہات اور علمی مغالطوں سے مبرا سیرت نگاری یا کوئی بھی اسلامی تصنیف ناممکن نہ سہی تو مشکل ضرور ہے۔ کیونکہ استشراقی فکر و فلسفہ، تہذیب و اقدار اس حد تک سرایت کر چکی ہیں کہ ایک مؤمن حقیقی اپنی

[7] ندوی، نبی رحمت ﷺ، 24 – 25۔

فراست ایمانی سے ہی اس کو پہچان سکتا ہے۔ عام مصنفین کو تجدد اور استشراقی حملوں کا احساس تک نہیں ہوتا اور بے خدا نظام تعلیم کے تعلیم یافتہ حضرات تجدد اور استشراقی تصورات کو اسلامی خدمت قرار دیتے ہیں۔ تاہم مولانا ندوی کی پختہ ایمانی اور ان کے صحت مند، سلیم اور متوازن فکر اسلامی سے یہی امید کی جاسکتی تھی کہ وہ اپنی سیرت نگاری کو تجدد و استشراق کی خیرہ سازیوں سے ماورا رکھیں گے کیونکہ وہ اقبال کے مداح اور اس کے شارح ہیں۔ جس طرح قیامِ لندن کے دوران اقبال فرنگی تہذیب سے متاثر ہونے کی بجائے اس کا ناقد و محاسب بنا، مولانا ندوی کی سیرت نگاری بھی اسی شان کی ہے۔ نہ صرف یہ کہ وہ استشراقی نقطہ نظر سے متاثر نہیں، بلکہ اس کا ایمان افروز محاسبہ کرتے ہیں۔

واقعاتِ سیرت کی تشریح و ترجمانی

مولانا ندوی اپنی کتاب میں واقعاتِ سیرت کو نقل کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی اصل روح اور واقعات کا پورا پس منظر، پیش منظر اور اس کے نتائج واثرات پر بھی روشنی ڈالتے ہیں۔ مصنف کے نزدیک سیرت نگاری سب سے مشکل اور نازک موضوع ہے۔ تاریخ اور سیرت نگاری میں فرق یہ ہے کہ سیرت نگاری ایک مقدس اور محترم موضوع ہے، جبکہ تاریخ کو یہ تقدس واحترام حاصل نہیں۔ کتاب کے مقدمہ میں مولانا لکھتے ہیں:

> سیرت نبوی دوسرے افراد بنی آدم میں (بشمول انبیاء وغیر انبیاء) اپنی نزاکت ولطافت، وسعت وجامعیت، زندگی کی نازک سے نازک تفصیلات اور دقیق سے دقیق معانی ومطالب اور دل کی دھڑکنوں اور پیشانی کی سلوٹوں اور نفس انسانی کی مختلف حالتوں کے احاطہ واستیعاب اور اس کی مکمل تشریح وترجمانی میں سب سے ممتاز اور بلند مقام رکھتی ہے۔ ایسا دراصل علم حدیث کی وجہ سے ممکن ہوسکا۔ جس کی کوئی نظیر دوسرے انبیاء علیہم السلام یا تاریخ انسانی کی عظیم شخصیتوں میں کہیں نہیں ملتی۔ سیرت وشمائل رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں، دن ورات کے مختلف حصوں میں آپ کے اوراد واذکار اور خدا کے حضور ﷺ آپ کی آہ سحر گاہی اور گریہ نیم شبی اور اس امت اور پوری انسانیت کے لیے آپ ﷺ کی بے قراری ودل سوزی کے جو عجیب نمونے آپ کے ادعیہ مسنونہ کے وسیع ذخیرہ میں ہمیں نظر آتے ہیں، اس کو بھی اس میں بڑا دخل ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ کے اقوال ماثورہ اور جامع الکلم اور آپ ﷺ کے باکمال وصف نگاروں اور اہل بیت کرام نے آپ کے جو شمائل وخصائل، عادات ومعمولات اور روزمرہ کی زندگی کے واقعات بیان کیے ہیں اور ادبیات عالم اور تاریخ وانساب کے وسیع لٹریچر نے اس سے زیادہ نازک تصویر کشی اور منظر نگاری اور انسانی خدوخال اور اس کی اخلاقی بلندیوں اور لطافتوں کی اس سے عمیق اور عظیم ترجمانی اب تک ریکارڈ نہیں کی۔[8]

مفید حاشیہ نگاری

قابلِ وضاحت نکات کی علمی حاشیہ نگاری اس کتاب کا مستقل اسلوب ہے۔ اور یہ اسلوب کتاب کے علمی اور تحقیقی مقام کو بہت بلند کرتا ہے۔ 496 صفحات پر مشتمل اس کتاب کے ستر فیصد سے زیادہ صفحات پر بہترین معلومات پر مشتمل مفید حاشیے مصنف

---

[8] ندوی، نبی رحمت ﷺ، 30 – 31۔

کے قلم سے ہی منصہ شہود پر آئے۔ جس میں ماخذات کے حوالے، عربی عبارات کی تشریح، متن کے اختصار کی وضاحت اور عام قارئین کی دلچسپی کے لیے عمدہ سے عمدہ متعلقہ معلومات کتاب میں موجود ہیں۔ مثال کے طور پر آپ ﷺ کی تاریخ ولادت 12 ربیع الاول تحریر کرتے ہیں اور حاشیہ میں لکھتے ہیں:

> مشہور روایت یہی ہے لیکن فلکیات کے مشہور مصری عالم اور محقق محمود پاشا کی تحقیق یہ ہے کہ آپ کی ولادت شریفہ دو شنبہ کے دن نو ربیع الاول کو واقعہ فیل کے پہلے سال ہوئی جو 20 اپریل 571ء کے مطابق ہے۔[9]

صفحہ 132 پر متن میں ذکر ہوا کہ سردارانِ مکہ حجر میں جمع تھے۔ حاشیہ میں "حجر" کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> حجر، حطیم اور دیوار کعبہ کی درمیانی جگہ کو کہتے ہیں۔ اس کا نام حجر اسماعیل بھی ہے۔ حطیم اس حصہ کا نام ہے جو کمان نما دیوار اور کعبۃ اللہ کے درمیان ہے۔ اس کے دونوں کنارے بیت اللہ کی شمالی و مغربی جہت سے ملتے ہیں۔ حجر پہلے کعبہ میں شامل تھا۔ جب بعثت سے قبل ایک سیلاب میں کعبہ کی دیواریں منہدم ہو گئیں اور قریش نے نئے سرے سے اس کی تعمیر کی تو مالی دشواریوں کی وجہ سے انہوں نے اس کو اتنا ہی رہنے دیا اور بقیہ حصہ کو ایک منڈیر یا مختصر دیوار سے گھیر دیا جو کمان کی شکل کی ہے۔[10]

غزوہ موتہ کے بیان میں مقام موتہ کی وضاحت کرتے ہوئے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

> موتہ شرق اردن کے شہر "کرک" کے جنوب میں بارہ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ مدینہ اور موتہ کا فاصلہ تقریباً گیارہ سو کلومیٹر کا ہے۔ اس فاصلہ کو مسلمانوں نے اونٹوں اور گھوڑوں پر اس طرح طے کیا کہ اس کا سلسلہ بالکل منقطع ہو چکا تھا۔ مرکز سے خبر رسانی کا بھی کوئی انتظام نہ تھا اور پورا سفر گویا دشمنوں کے جبڑوں کے درمیان تھا۔[11]

خصائص نبوی

کتاب میں حضور ﷺ کے خصائص و شمائل کو آخری باب میں بیان کیا گیا ہے۔ جس میں قاری کو حضور ﷺ کی ذات کے بارے میں غالیانہ خوش عقیدگی اور شخصیت پرستی سے منع کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کے حسنِ اخلاق کے واقعات دعوتی دردمندی کے ساتھ بیان ہوئے۔ آپ ﷺ کے اوصاف کریمہ، حلیہ مبارک، آپ ﷺ کا تعلق مع اللہ، تعلق مع الخلق، آپ ﷺ کا فطری اعتدال اور سلامتی ذوق، اہل خانہ پر خصوصی شفقت، خطرات و آزمائش میں امت کی قیادت، حصولِ منفعت میں سب سے پیچھے، جذبات کی بلندی اور پاکیزگی، تحمل و بردباری، شرم و حیا، شجاعت و بہادری، تواضع و انکساری، رحمت عامہ، شفقت مطلقہ، عالمگیر، لازوال کامل نمونہ حیات جیسے عنوانات کو اس میں شامل کیا ہے۔ اس طرح عربی کتبِ سیرت کے ہزاروں صفحات کو اردو دان طبقے کے لیے چند اوراق میں بیان کرنا گویا سمندر کو کوزے میں محفوظ کرنے کے مترادف ہے۔

---

[9] ندوی، نبی رحمت ﷺ، 108۔

[10] ندوی، نبی رحمت ﷺ، 132۔

[11] ندوی، نبی رحمت ﷺ، 331۔

آپ ﷺ کے شمائل میں صرف اعلان نبوت کے بعد کا حصہ شامل نہیں، بلکہ بعد از ولادت اور قبل از اعلان نبوت آپ ﷺ کے پاکیزہ خصائل، اعلیٰ ترین شباب، کسبِ رزقِ حلال بذریعہ تجارت، حلف الفضول کی روشنی میں قیامِ امن اور سماج سدھار اقدامات میں آپ ﷺ کی حکیمانہ مشاورت و معاونت، خصوصاً تعمیرِ کعبہ کے دوران حجرِ اسود کی تنصیب پر آپ ﷺ کی لازوال حکمت وذہانت کے واقعات درج کرنے کے ساتھ اس کا تجزیہ اور اخذِ نتائج کے طور پر امت کے اندر ایسے ہی پُر حکمت اور اعلیٰ اوصاف پیدا کرنے کی دعوت اور جذبہ موجود ہے۔ اس اعتبار سے یہ کتاب جتنا اعلیٰ علمی مقام رکھتی ہے، اتنی ہی اعلیٰ عملی دعوت کو بھی اجاگر کرتی ہے۔ غزوات کے بیان میں آپ ﷺ کی عسکری صلاحیتیں بھی اس کتاب کا موضوع ہیں۔ تبلیغ کے میدان میں آپ ﷺ کا دعوتی اسوہ حسنہ بیان کیا گیاہے۔ قرآن حکیم نے آپ ﷺ کا منصبِ مربی ومزکی چار مقامات پر بیان کیا۔ اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کریم ﷺ کی زندگی کا مرکز و محور انسانیت کا تزکیہ نفس اور اس کی تربیت تھا۔ آپ ﷺ کی تجارتی زندگی کے واقعات کو اس اسلوب سے بیان کیا کہ امت کے تاجروں کے لیے وہ رہنمائی بن جائیں۔ آپ ﷺ کی عبادت گزاری کا اسوہ حسنہ ہر عبادت گزار کے لیے اس کتاب کے اندر متحرک عملی نمونہ کے طور پر نظر آتا ہے۔ اہل وعیال سے آپ ﷺ کا حسنِ سلوک تمام سربراہانِ خاندان کے لیے ایک شاہراہِ مستقیم ہے۔ غرض ہر پہلو سے آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کو الفاظ میں سمو کر اس انداز سے قاری کے سامنے پیش کیا کہ دورِ رسالت کا متحرک زمانہ نظروں کے سامنے آجاتا ہے۔

مولانا ندوی نے سیرت نگاری میں حیاتِ طیبہ ﷺ کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ لیکن یہاں پر آپ کی سیرت نگاری کے چند نمونے پیش کیے گئے جن کے انداز واسلوب سے نبی پاک ﷺ کی قدر و منزلت، محبت وعقیدت اور حضور پاک ﷺ کی عالی شان کا عکس واضح نظر آتا ہے اور ایک قاری کے لیے مشعل راہ کا کام دیتی ہے۔[12]

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

"نبیِ رحمت ﷺ" کے مطالعہ سے یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ سیرت کے موضوع پر لکھی گئی کسی کتاب سے حضور کریم ﷺ کی عظمت میں تو اضافہ کیا ہو گا، مصنف اور قاری کی عظمت میں ہی اضافہ ہوتا ہے۔ شاید اسی جذبہ کے تحت مارگولیتھ نے لکھا تھا:

> The biographers of the Prophet Mohammed from a long series which it is impossible to end, but in which it would be honourable to find a place. [13]
>
> آنحضور ﷺ کے سیرت نگاروں کا سلسلہ لامتناہی ہے، لیکن اس میں جگہ پانا قابل عزت اور باعث شرف ہے۔

[12] ممتاز احمد خاں، "مولانا سید ابوالحسن علی ندوی بحیثیت سیرت نگار۔" سہ ماہی القلم، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، 6، شمارہ 6:(2002ء):174۔

[13] David Samuel Margoliouth, Mohammed and the rise of Islam (New York & London: G. P. Putnam's sons, 1905), iii.

کتاب کا تعارف کرواتے ہوئے ڈاکٹر توقیر عالم فلاحی لکھتے ہیں:

> ”نبی رحمت ﷺ“ اصلاً عربی زبان میں لکھی گئی تھی جس کی تیاری میں سیرت کی قدیم وجدید اور عالمانہ ومحققانہ کاوشوں سے خوشہ چینی کی گئی ہے اور کتاب کو خوب سے خوب تر بنانے کی سعی محمود کی گئی ہے۔ اس کتاب کا پایہ تکمیل تک پہنچانے میں جن باکمال اہل ذوق نے فراخدلانہ دستِ تعاون پیش کیا، ان میں مولانا برہان الدین سنبھلی، استاذ حدیث وتفسیر دار العلوم ندوۃ العلماء، مغربی ماخذ اور تاریخ عالم کے ماہر سید محی الدین صاحب، جغرافیہ داں پروفیسر محمد شفیع صاحب، سابق پرووائس چانسلر وصدر شعبہ جغرافیہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، محمد حسن انصاری صاحب (ایم اے جغرافیہ) اور جغرافیہ جزیرۃ العرب کے مصنف مولانا محمد رابع ندوی صاحب کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ اپنی معذوری کی بنا پر ایک عرصہ سے مولانا اپنے مضامین اور کتابوں کو املا کراتے تھے۔ اس مہم میں محمد معاذ اندوری ندوی، علی احمد گجراتی اور نور عالم امینی جیسے مولانا کے خاص تلامذہ نے اپنا تعاون پیش کیا تھا۔ اس کتاب کی تصنیف کا آغاز اکتوبر 1975ء میں ہو گیا تھا جس نے ایک سال کی مدت یعنی اکتوبر 1976ء میں تکمیلی مراحل طے کیے۔ سیرت نبوی پر یہ مہتم بالشان تصنیف دراصل عربی میں تھی۔ مختصر مدت بھی نہ گزرنے پائی تھی کہ اس کے تین ایڈیشن قاہرہ اور بیروت سے شائع ہوئے اور ہر ایڈیشن میں ہزاروں نسخے منظر عام پر آئے۔ اس کتاب کے مصنف کو اس بات پر فخر ہے کہ صاحب سیرت پر لکھی گئی یہ کتاب خود اس کے مولد اصل میں ہی مختصر مدت میں قبول عام سے شرف یاب ہوئی۔[14]

منظر نگاری

مصنف ایک قادر الکلام اور صاحبِ قلم مصنف اور محقق ہے۔ واقعاتِ سیرت کے ذیل میں قاری کی معلومات اور نفسِ مضمون میں اس کی دلچسپی کا لحاظ رکھتے ہوئے صرف واقعات کو ہی نقل نہیں کرتے، بلکہ اس واقعہ کا قلمی نقشہ کھینچتے ہیں۔ اس طرح قاری سیرت کے تقدس کے ساتھ ساتھ اس میں اپنی قلبی اور ذہنی شمولیت کو محسوس کرتا ہے۔ بدر میں حضور ﷺ فوج کی صفیں درست فرمارہے تھے۔ اس واقعہ کو مولانا نے اس انداز میں بیان کیا ہے:

> رسول اللہ ﷺ نے صفیں درست فرمائیں، پھر ”عریش“ میں واپس تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ کے ساتھ ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اللہ کے حضور میں گریہ وزاری اور دعا ومناجات کا کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا۔ آپ ﷺ خوب جانتے تھے کہ اگر آج مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ تعداد وقوت کے اصولوں پر ہے تو نتیجہ معلوم ہے۔ یہ وہی نتیجہ ہے جو ایک طاقت ور اور بڑی جماعت کے مقابلہ میں کمزور اور قلیل التعداد جماعت کے ساتھ ہمیشہ پیش آتا ہے۔ آپ نے جب ترازو کے دونوں پلڑوں پر نظر کی تو آپ کو مشرکین کا پلڑہ کھلے طور پر بھاری نظر آیا۔ دونوں میں کوئی تناسب ہی نہ تھا۔ آپ ﷺ نے مسلمانوں کے پلڑہ پر وہ پاسنگ رکھ دیا جس سے وہ اچانک بھاری ہو گیا۔

[14] فلاحی، ”مولانا سید ابو الحسن علی ندوی کی 'نبی رحمت' ایک تجزیہ۔“ ہندوستان میں اردو سیرت نگاری، 189 – 190۔

آپ ﷺ نے اس مالک الملک اور شہنشاہ برحق کے سامنے اپنی فریاد رکھی اور اس سے نصرت وحمایت کے طالب ہوئے، جس کے فیصلہ اور حکم کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ آپ ﷺ نے اس چھوٹے سے اسلامی لشکر (جو ہر قسم کے ساز وسامان سے محروم تھا) کے حق میں اللہ تعالیٰ سے سفارش فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: « اللھم إن تھلک ھذہ العصابۃ لا تعبد بعدھا في الأرض ». "اے اللہ! اگر آج تونے اس مٹھی بھر جماعت کو فنا کر دیا تو پھر روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ ہو گا۔" آپ ﷺ بے خود وارفتہ ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے کہ « اللھم أنجز لي ما وعدتني، اللھم نصرک » "اے اللہ! تونے مجھ سے جس چیز کا وعدہ کیا ہے، وہ پورا فرما۔ اے اللہ! تیری مدد کی ضرورت ہے۔" آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا فرما رہے تھے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی چادر شانہ مبارک سے گر پڑی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کو تسلی دے رہے تھے اور اطمینان دلا رہے تھے۔ ان سے آپ ﷺ کی اتنی زیادہ گریہ وزاری اور بے تابی وبے قراری دیکھی نہیں جاتی تھی۔"[15]

انگریزی اسماء واصطلاحات

"نبی رحمت" ایک ایسی کتاب ہے جس میں صرف مذہبی طبقات ہی دلچسپی نہیں رکھتے، بلکہ جدید تعلیم یافتہ خصوصاً انگریزی اداروں کے طلبہ اور اساتذہ کے لیے اس کتاب کو مصنف نے مفید اور دلچسپ بنایا ہے۔ واقعات نگاری کے حوالہ سے بعض اعلام واماکن کو انگریزی زبان میں بھی درج کرتے ہیں۔ اس طرح دینی مدارس کے ساتھ ساتھ کالجز اور یونیورسٹیز کے طلبہ اور اساتذہ کو بھی یہ اسلوب اپیل کرتا ہے۔ اور انگریزی دان طبقے کے لیے فہم سیرت کا ذریعہ بنتا ہے۔ صفحہ 179 اور 180 پر یہود کی مذہبی واخلاقی حالت کے بیان میں یہودی مستشرق مارگولیتھ کے حوالہ سے لکھتے ہیں: "یہودی مستشرق مارگولیتھ (Margoliouth) (جو رسول اللہ ﷺ اور اسلام کے بارے میں اپنے تعصب کے لیے بھی مشہور ہے) لکھتا ہے: "مدینہ کے یہود فن سحر میں بڑے ماہر تھے۔ اور علانیہ جنگ اور مردانہ وار صف آرائی پر کالے کرتب (جادو) کو ترجیح دیتے تھے۔"[16]

نجاشی کے نام مراسلہ نبوی کے واقعہ کے ضمن میں اس کے ملک کا نام حبشہ (Abyssinia) اور ایتھوپیا (Ethiopia) درج کرتے ہیں۔ اور بازنطینی شہنشاہی کے ضمن میں ان کے فرمانروا جسٹینین کے متعلق فرانسیسی مصنف De Lacy of O'Leary کی کتاب Arabia before Muhammad کا حوالہ صفحہ 305 پر درج کرتے ہیں۔ نجاشی کا انگریزی نام Nagusa Nagashi صفحہ 306 پر درج کرتے ہیں۔ اور ان ساری معلومات کا ماخذ A.H.M. Jones & Elizabeth Monrobe: A History of Abyssinia (Oxford, 1935), pp. 63. ہے۔ اس کتاب کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں۔[17]

---

[15] ندوی، نبی راحمت ﷺ، 225 – 226۔

[16] D. S. Margoliouth, Mohammed & the rise of Islam, 18.

بحوالہ ندوی، نبی رحمت ﷺ، 179 – 180۔

[17] ندوی، نبی رحمت ﷺ، 305۔

اشاریہ سازی کا وصف

عصرِ حاضر میں علمی و تحقیقی کتب کے اشاریہ جات کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے۔ "نبی رحمت ﷺ" بھی ایک علمی و تحقیقی کتاب ہے جس کا اشاریہ محمد غیاث الدین ندوی نے بنایا ہے اور اس کی ترتیب جدید کا کام محمد کلام الدین ندوی اور جاوید اختر ندوی نے کیا ہے۔ کتاب میں مذکور شخصیات، کتابیات، مقامات، متفرقات مثلاً: پہاڑ، نہر، دریا، کنواں و تالاب، حصون و قلعے، مساجد وعبادت گاہیں، درس گاہیں، ادارے اور مطابع، جنگیں، سریے اور غزوات، وفود قبائل عرب برائے اسلام، مذاہب و ادیان، عقائد و فلسفے، سلطنتیں اور عہد، نامہ ہائے مبارک، فتوحات، صلح نامے وعہد نامے، بعض اہم اور تاریخ ساز واقعات کی فہارس دی گئی ہیں۔ محققین اور طالبانِ سیرت کے لیے یہ اشاریہ ایک شاہ کلید کی حیثیت رکھتا ہے۔ کتاب کے سینکڑوں صفحات پر پھیلے ہوئے درج بالا موضوعات میں سے جو موضوع بھی مطلوب ہو، اس اشاریہ کی مدد سے چند سیکنڈ کے اندر متعلقہ مواد کتاب سے حاصل کرنا آسان سے آسان بنا دیا۔ یہ اس کتاب کی بڑی فنی خصوصیت ہے۔ اسی کتاب کا ہی امتیاز کیا، مولانا کی اکثر کتابوں میں اعلیٰ علمی اشاریہ موجود ہوتا ہے۔

مکالمہ نگاری کا اسلوب

کتاب اپنے موضوع، تاریخی استناد، ادبی چاشنی اور منظر کشی کے ساتھ ساتھ مکالمہ نگاری کے اسلوب سے بھی آراستہ ہے۔ جس کا اظہار صفحہ نمبر 135 پر عتبہ اور نبی کریم ﷺ کے مابین ہونے والی بات چیت سے ظاہر ہوتا ہے؟ جس کے بارے میں مصنف نے لکھا ہے کہ عتبہ حضور ﷺ کے پاس آیا اور دولت، حکومت، شہرت، نکاح اور بہت سے مناصب اور دیگر دنیاوی لالچ کی پیش کش کی۔ اس پوری بات کو سننے کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا:

> اب مجھ سے سنو!! اس کے بعد آپ ﷺ نے سورۂ فصلت کی کچھ آیتیں سجدہ تک، اس کے سامنے تلاوت کیں۔ عتبہ کے کان میں جب یہ کلام پڑا تو اس نے خاموشی کے ساتھ اس کو سننا شروع کیا۔ اس نے دونوں ہاتھ پشت کی طرف ٹیک لیے تھے اور کان کلام ربانی سننے میں محو تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ آیت سجدہ تک پہنچے تو آپ ﷺ نے سجدہ فرمایا اور ارشاد ہوا: ابو الولید! تمہیں جو کچھ سننا تھا، سن لیا۔ اب جیسا تم سمجھو![18]

دوسری مثال صفحہ 139 پر دربارِ نجاشی میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کا وہ مکالمہ ہے جو شاہِ حبش اور ان کے درمیان ہوا تھا۔ اور پھر اس مکالمہ کے بعد حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی ایمان افروز تقریر اور تقریر کے بعد وفدِ مکہ کا نجاشی سے مسلمانوں سے حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں کچھ سوالات پوچھنے کا مطالبہ اور پھر ان سوالات کے جوابات میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کا شاہِ نجاشی کے ساتھ پھر مکالمہ جاری ہوا۔ اس قسم کے مکالمات کتاب کے اندر بہترین پیرائے میں بیان کیے گئے ہیں۔

خلاصۂ بحث

"نبی رحمت ﷺ" اردو سیرت نگاری میں ایک بلند پایہ تصنیف کا درجہ رکھتی ہے۔ یہ سیرت النبی ﷺ کے تمام متعلقہ علمی، تاریخی اور تحقیقی موضوعات سے مزین ہے۔ سیرت النبی ﷺ کے واقعات و معلومات کی بے جان وخشک فہرست مرتب

---

[18] ندوی، نبی رحمت ﷺ، 136 – 137۔

کرنے کی بجائے واقعاتِ سیرت، ارشاداتِ نبوی، اقضیۃ الرسول، ان تمام موضوعات کے حکیمانہ نتائج اور بلیغ و عمیق اشارات بھی ملتے ہیں اور حضور ﷺ بطور ماہر نفسیات، بطور نمونہ اخلاق اور بطور ہادی عمرانیات جیسے موضوعات کتاب کا حسن ہیں۔ بوقتِ بعثت عہد جاہلیت کا تعارف، انسانیت کی تہذیبی اور مذہبی واخلاقی حالت، جزیرہ نما عرب، خصوصاً مکہ کی شہری حکومت کا نظام، اس کا تعارف، خانوادہ نبوت اور ولادت باسعادت سے وفات تک کے واقعات تحقیقی معیار، تاریخی ترتیب، منطقی اسلوب اور سب سے بڑھ کر دعوتی احساس وشعور کا رنگ غالب ہے۔ گویا بعثتِ نبوی کی بدولت دورِ جاہلیت دورِ رحمت میں تبدیل ہو گیا۔ وصالِ رسالت مآب کے بعد آپ ﷺ کی ازواج مطہرات، اولادِ اطہار، اخلاق شمائل کا حصہ بھی نہایت پر مغز، پر حکمت اور پر سوز ہے۔ فنی اعتبار سے کتاب کے شروع میں مفصل ومکمل فہرست، جابجا مفید حواشی، آخر میں اشاریہ سازی کے اوصاف کی حامل یہ کتاب سیرت النبی ﷺ کے حوالے سے گویا مصنف کی زندگی کا حاصل ہے۔ اس کتاب کو تعلیمی اداروں، کالجز، یونیورسٹیز اور مدارس میں شامل نصاب ہونا چاہیے اور پرائمری اور ہائی سطح پر طلبہ کو اس کتاب سے روشناس کرانے کے لیے اس کے مختصر خلاصہ جات اور کتابچے تیار ہونے چاہییں، جس طرح کہ فاضل مؤلف نے اپنی زندگی میں ہی قصص النبیین کے عنوان سے عربی زبان میں سیرت کی کتاب کے مختلف حصے تیار کیے تھے، جس میں روزمرہ حکایت اور کہانی کی شکل میں ابتدائی کلاس کے طلبہ کو سیرت النبی ﷺ سے آگاہی حاصل ہوتی تھی اور اعلیٰ مدارس اور جامعات کے طلبہ کی رہنمائی کے لیے انھوں نے قصص النبیین حصہ پنجم مرتب کی تھی۔ اسی نہج پر کتاب "نبی رحمت ﷺ" کے مضامین کو تقسیم کر کے اردو خواں طلبہ وطالبات کے لیے سیرت النبی ﷺ کے حوالہ سے بہتر کتاب تیار کی جانی چاہیے۔ یہ وقت کی ضرورت بھی ہے اور مولانا کا نصب العین بھی تھا۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی بیسویں صدی کے معمارانِ ملت میں سے تھے۔ اور عالمی سطح پر داعی اسلام کے مقام پر فائز تھے۔